مولانا حسین علی الوائیؒ کے اصولِ نظم قرآن (ایک تجزیاتی مطالعہ)

سیف اللہ*
منیر احمد**

قرآن کریم فصیح الفاظ، عمدہ معانی، بہترین نظم و تالیف اور حسن مضامین کی وجہ سے معجز کلام ہے۔ مختلف اغراض و مقاصد اور متنوع مفاہیم پر مشتمل ہونے کے باوجود قرآنی آیات اور سورتوں کے درمیان کامل ربط و مناسبت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفسرین کی قابل ذکر تعداد قرآن کریم میں نظم و مناسبت کی قائل ہے۔ اور اس موضوع سے والہانہ لگاؤ رکھتی ہے۔

زیر نظر مضمون برصغیر پاک و ہند کی ایک کم معروف شخصیت مولانا حسین علی الوائیؒ کے تصور نظم پر مشتمل ہے۔ مولانا حسین علی الوائیؒ کا تعلق پنجاب کے ضلع میاں والی کے ایک قصبے ''واں بھچراں'' سے تھا آپ علمِ قرآن میں تین واسطوں، مولانا مظہر نانوتویؒ ۱۳۵۴ھ، مولانا شاہ محمد اسحٰقؒ ۱۲۶۲ھ اور شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی ۱۲۳۹ھ سے امام شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد ہیں۔ (۱)

علامہ سید سلیمان ندویؒ آپ کے تلمیذ رشید مولانا غلام اللہ خانؒ کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں۔ ''راستہ میں آپ کی کتاب ''جواہر القرآن'' دیکھی یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کے شیخ (مولانا حسین علیؒ) نے قرآن پاک پر فکر و فہم کی بڑی دولت پائی تھی۔ اختلاف و اتفاق تو الگ چیز ہے مگر قرآن پاک کے مضامین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے وہ ہندوستان میں عزیز الوجود ہے۔ (۲)

مولانا الوائیؒ کو بارہ گاہ ایزدی سے سورتوں کے خلاصوں اور نظم و مناسبت پر خاص ملکہ ودیعت فرمایا گیا۔ چالیس سال سے زائد عرصہ تک قرآنی علوم و معارف پر تدبر و تفکر کا نتیجہ، وہ تفسیری امالی ہیں۔ جو آپ کے تلامذہ مولانا غلام اللہ خانؒ اور مولانا نذر شاہ عباسیؒ نے جواہر القرآن کے نام سے مرتب کیے۔ آپ نے اپنی املائی تفسیر ''بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان'' میں فاتحہ سے والناس تک الگ الگ ارتباط و تناسب پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں قرآنی سورتوں کے خلاصوں پر مشتمل احسن التفسیر المعروف ''تفسیر بے نظیر'' نہایت عمدہ ہے آپؒ کے تصور نظم کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆سورتوں میں گروپ بندی کا تصور:

جواہر القرآن اور بلغۃ الحیران میں سورۃ الفاتحہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک پورا قرآن چار گروپس میں منقسم ہے۔

پہلا گروپ سورۃ الفاتحہ تا سورۃ مائدہ

---

*لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، اوکاڑہ، پاکستان
**لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج، رینالہ خورد، پاکستان

دوسرا گروپ	سورۃ انعام تا سورۃ بنی اسرائیل
تیسرا گروپ	سورۃ کہف تا سورۃ احزاب
چوتھا گروپ	سورۃ سبا تا الناس (۳)

تفسیر بلغۃ الحیران میں چوتھے گروپ کی ابتدائی سورۃ کا آغاز درج ذیل عبارت سے ہوتا ہے "مضمون کے اعتبار سے قرآن مجید کے چار حصے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک حصہ الحمد للّٰہ سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے چوتھا حصہ ہے۔

کیا مولانا الوانیؒ کے نزدیک سورتوں کے چار گروپ ہیں:

تفسیر جواہر القرآن اور بلغۃ الحیران سے سورہ فاتحہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک قرآن کریم چار اجزا پر مشتمل ہے۔ یہی بات مولانا کے تلمیذ رشید شیخ القرآن مولانا طاہر پنج پیری ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

"وقال شیخنا المولی حسین علی نور الله مرقده ان القرآن علی اربعة اقسام: فالاول من الفاتحه الی سورة الانعام، والثانی منها الی سورة الکهف والثالث من الکهف الی سورة سباء والرابع الی آخر القرآن وکل منها مفتحة بالتحمید." (۴)

جب کہ بلغۃ الحیران اور تفسیر جواہر القرآن سے چوتھے گروپ کی ابتدائی سورت، سورہ سبا کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک قرآن پانچ گروپس میں منقسم ہے۔

بلغۃ الحیران میں سورت سبا کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے۔ مضمون کے اعتبار سے قرآن کریم کے چار حصے ہیں، جن میں سے ہر ایک حصہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" سے شروع ہوتا ہے۔ یہاں سے چوتھا حصہ ہے جو دو بڑے بڑے مضامین پر مشتمل ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرائے، سورہ سبا میں نفی شفاعت مہری والا مضمون ہے۔

۲۔ دوسرا مضمون بہ القرآن ہے کہ جب سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ تو قضاء حاجات میں فقط ایک اللہ تعالیٰ کو پکارو یہ حوامیم میں مذکور ہوگا۔ ان دونوں مضامین کے اختتام کے بعد ترہیب من عذاب القیامت

بیان ہو گی۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ مابعد حوامیم سے تا آخر پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔ جس میں قیامت کے احوال کا ذکر ہے۔(۵)

جواہر القرآن سورہ سبا کے آغاز میں مولانا فرماتے ہیں:

> ''حوامیم کے بعد تا آخر قرآن زیادہ تر تخویفات اخرویہ اور قیامت کا بیان ہے، اس لیے مناسب یہ ہے کہ حوامیم کے بعد سے (یعنی سورہ محمد سے) تا آخر مستقل پانچواں حصہ قرار دیا جائے۔''(۶)

بلغتہ الحیران اور جواہر القرآن کی مذکورہ عبارات سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ مولانا الوانیؒ کے نزدیک قرآن مجید پانچ گروپس میں منقسم ہے۔

مکمل قرآن کا دعوی (عمود):

مولانا الوانی سورت کے مرکزی مضمون کے لیے دعوی سورت کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک جس طرح مضامین قرآن میں سے مرکزی مضمون توحید ہے اور اس طرح قرآن کریم کا دعوی بھی توحید ہے۔ جواہر القرآن اور بلغتہ الحیران کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے قرآن کریم کی بیشتر سورتوں کا دعوی اور اصلی موضوع توحید کو قرار دیا ہے۔

مولانا پورے قرآن کا دعوی توحید کو قرار دیتے ہوئے سورہ حٰم السجدہ آیت:

> ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْۤا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ﴾ ۷

کے تحت فرماتے ہیں:

> ''کوئی پوچھے کہ بھلا اس کتاب میں اصل دعوی کون سا ہے؟ اس کا جواب دیا کہ دعوی تو اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ہے اور میں اپنے نفس سے نہیں کہتا بلکہ منجانب اللہ کہتا ہوں پس جب اللہ ایک ہی ہوا تو اسی کی طرف سیدھے چلو، کسی غیر کی طرف نہ چلو اسی ہی سے طلب مغفرت کرو اور دوسرے کسی سے نہ مانگو اور جو اس طرف سیدھا نہ گیا وہ مشرک

ہو جائیگا اور مشرکین کے لیے ''وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ'' کے ساتھ ویل وتخویف بیان
کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ مشرکین کون؟ وہ ہیں جو لا اله الا اللہ نہ کہیں۔'' (۸)

سورتوں کے گروپس کے دعاوی (عمودات):

جہاں تک سورتوں کے گروپس کے مرکزی مضامین کا تعلق ہے تو مولانا کے یہاں چار گروپ ہیں جو الحمد للہ سے شروع ہوتے ہیں ان کا دعوی، عمود اور مرکزی مضمون بھی توحید ہی ہے۔ دیگر مضامین بالتبع بیان ہوں گے اور پانچواں گروپ کا دعوی قیامت احوال قیامت اور تخویفات اخرویہ ہیں۔(۹) مرکزی مضامین کی وضاحت حسب ذیل ہے۔

مولاناؒ کے نزدیک مذکورہ تمام مضامین سورۃ فاتحہ میں اجمال کے ساتھ اور پورے قرآن میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔(۱۰)

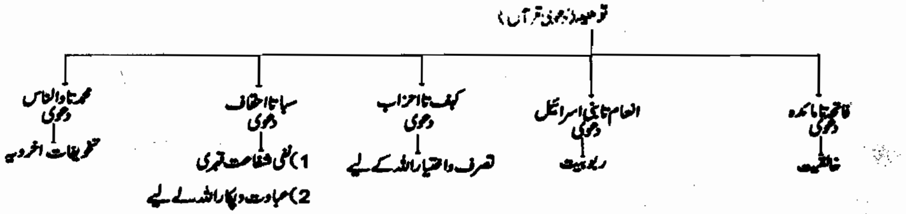

سورت کا انفرادی دعوی:

مولانا الواںیؒ کے نزدیک ہر سورۃ کا ایک دعوی یعنی اس کا عمود، محور اور مرکزی مضمون ہوتا ہے جو اس میں ایک بار یا کئی بار پوری صراحت کے ساتھ مذکور ہوتا ہے دعوی سورۃ تمام سورۃ کے لیے ایسے ہی ہوتا ہے جیسے درخت کے لیے بیج جس کا درخت کے ہر پتہ اور شاخ میں اثر ظاہر ہوتا ہے اسی وجہ سے ہر درخت ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتا ہے اور اسی دعوی کی وجہ سے وہ سورۃ دوسری سورۃ سے ممتاز نظر آئے گی۔(۱۱)

آپ کے شاگرد رشید مولانا طاہر پنج پیریؒ دعوی سورۃ کے لیے عمود سورۃ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں مولانا طاہرؒ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ''دعوى السورة ماذكر عليها الدلائل فى تلك السورة والتخويف لمنكريها .وهذه عمود السورة تتمائز بها السورة من آلاخر '' (۱۲)
>
> ''دعوی سورۃ سے مراد جس پر اسی سورۃ میں دلائل ذکر کیے جائیں اور اس کے منکرین کو ڈرایا جائے، یہ سورۃ کا عمود ہے جس کی بنیاد پر ایک سورۃ دوسری سے ممتاز ہوتی ہے۔''

ربطِ آیات میں مولانا الوانیؒ کا منہج اور اصول:

ایک سورۃ کو باہم مربوط و متصل کرنے میں مولانا الوانی کا منہج اپنی نوعیت کا منفرد منہج واسلوب ہے، مولانا سب سے پہلے سورۃ کا دعویٰ (عمود) متعین کرتے ہیں۔ آیات کو دعویٰ سے منسلک کرنے کے لیے مولانا الوانیؒ نے چند اصطلاحات متعارف کروائی ہیں یہ اصطلاحات دراصل وہ نظمی عناصر ہیں جن سے ایک سورۃ کا دعویٰ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے راقم کی تحقیق اور تجزیہ کے مطابق، سورۃ کے دعویٰ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے والے نظمی عناصر دراصل مولانا کے اصول نظم و مناسبت ہیں جن کے ذریعہ سے ایک سورت، وحدت کی شکل اختیار کرتی ہے، سطور ذیل میں ان اصطلاحات کا مختصر تعارف ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ دلیل:

اس بیان کو کہتے ہیں جس سے دعویٰ ثابت کیا جائے۔ قرآن مجید میں دعویٰ ثابت کرنے کے لیے چار قسم کے دلائل بیان کیے جاتے ہیں۔

۱۔ دلیل عقلی محض ۲۔ دلیل عقلی اعتراف الخصم

۳۔ دلیل نقلی ۴۔ دلیل وحی

۲۔ تنویر دعویٰ:

بعض دفعہ منکرین سے دعویٰ کا ایک حصہ تسلیم کرا کے اس کے باقی حصے نہایت وضاحت سے ان کے سامنے بیان کر دیئے جاتے ہیں جن کی وہ صراحتہ تردید نہیں کر سکتے۔

۳۔ تخویف:

دعویٰ منوانے کے لیے قرآن مجید جابجا اللہ تعالیٰ کی گرفت اور اس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے، اسے تخویف کہتے ہیں، تخویف دو قسم کی ہوتی ہے۔

۱۔ تخویف دنیوی ۲۔ تخویف اخروی

۴۔ تبشیر یا بشارت:

تخویف کے مقابلے میں تبشیر ہے، یعنی ماننے والوں کے لیے انعامات کی خوشخبری کا بیان، اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ تبشیر دنیوی ۲۔ تبشیر اخروی

۵۔ شکویٰ:

منکرین دعویٰ جب مقابلے میں دعویٰ پیش کرنے والوں کو مختلف طریقوں سے ذلیل و عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کے عجز کو دیکھ کر ان کے پیش کردہ دعویٰ کو چھوڑ دیں تو ایسے لوگوں کے حالات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

شکایت کی جاتی ہے، اسے شکوی کہتے ہیں۔شکوی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ابتدالفظ قال یا قالوا سے ہوگی، بعض اوقات شکوی کے ساتھ اس کا جواب مذکور ہوتا ہے۔اور بعض اوقات جواب مذکور نہیں ہوتا۔بعض اوقات منکرین دعوی کو ان کے غیر معقول مطالبات پر جھڑ کا جاتا ہے، اسے زجر کہتے ہیں۔

تسلیہ یا تسلی:

دعوی توحید پیش کرنے والوں پر جب منکرین دعوی کی طرف مختلف مصیبتیں آتی ہیں وہ ان کو جھٹلاتے اور طرح طرح سے ان کو ایذائیں دیتے ہیں تو اس پر اللہ تعالی کی طرف سے دعوی پیش کرنے والوں کو تسلی دی جاتی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالی نے آنحضرت ﷺ کو مختلف انداز تعبیر سے متعدد جگہوں پر تسلی دی ہے۔

امور مصلحہ:

قرآن مجید میں احکام اور امور انتظامیہ کے ساتھ ساتھ ایسے امور کا بیان بھی ضروری تھا جو استقامت اور عمل صالح پر معاون ہوں ایسے امور کو امور مصلحہ کہتے ہیں، قرآن مجید میں تین امور مصلحہ کا ذکر کیا گیا ہے۔نماز، روزہ اور حج، ان امور سے مقصود چونکہ اصلاح باطن ہے اس لیے ان امور کا ماقبل سے معنوی ربط تلاش نہ کیا جائے۔

اندماج:

قرآن مجید میں عموماً کسی مثال یا واقعہ کو پوری تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ اکثر مثال یا واقعہ کے مقصودی حصے کو صراحۃً بیان کیا گیا اور غیر مقصودی حصوں کو حذف کر دیا ہے کیونکہ وہ معمولی غور وفکر سے سمجھ میں آسکتے ہیں اسے اندماج یا ادماج کہتے ہیں۔

ادخال الٰہی:

قرآن مجید میں قصص وغیرہ کے سلسلے میں جہاں کہیں کسی کا کلام نقل کیا جارہا ہو یا کوئی مضمون بیان ہو رہا ہو تو بعض دفعہ درمیان میں اللہ تعالی کا ارشاد آجاتا ہے جو اس قصہ یا مضمون کا حصہ تو نہیں ہوتا مگر اس سے متعلق ضرور ہوتا ہے۔(۱۳)

ثمرہ:

دعوی کو عقلی یا نقلی دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آخر میں پھر اسی دعوی کو بیان کرنا جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرے دلائل سے میرا وہی دعوی ثابت ہو رہا ہے جو میں نے دلائل بیان کرنے سے پہلے پیش کیا تھا، اس کو ثمرہ یا نتیجہ بھی کہتے ہیں۔

تفسیر جواہر القرآن اور بلغۃ الحیران میں ا۔تمہید ۲۔تتمہ ۳۔خاتمہ ۴۔اعادہ برائے بعد عہد اور ۵۔امور انتظامیہ کی اصطلاحات میں بھی مستعمل ہیں۔

دعوی کے ثبوت کے لیے ایک سورت کس طرح دعوی وعمود کے ساتھ مربوط ہوتی ہیں اس کے لیے مولانا الوانیؒ نے مذکورہ اصطلاحات ذکر کی ہیں یہ اصطلاحات دراصل وہ عناصر ترکیبی ہیں جن سے ایک سورۃ کا دعوی پاٹ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ ذیل میں ایک وضاحتی نقشہ کے ذریعہ سے سمجھا جاسکتا ہے کہ کس طرح ایک سورۃ ان عناصر ترکیبی سے ترتیب پاکر وحدت کی

شکل اختیار کرتی ہے۔

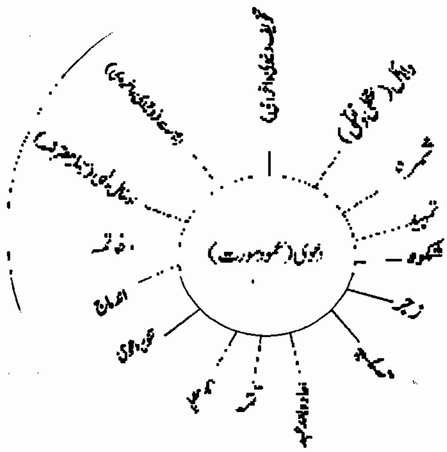

دعوی سورت کے اصول:

بلغۃ الحیران اور جواہر القرآن کے استقرائی جائزہ سے دعوی سورت کے درج ذیل اصول سامنے آتے ہیں۔

۱) دعوی سورت لفظوں میں مذکور ہوگا اور کلام کو جز ہوگا۔

۲) ایک سورت میں ایک سے زائد دعوی ہو سکتے ہیں۔(۱۴)

۳) بسا اوقات دو دعاوی بھی مقصود ہو سکتے ہیں۔

۴) کلام میں لفظاً مذکور ہونے کے اعتبار سے دعوی سورت دو یا تین بار بھی ذکر ہو سکتا ہے۔ (۱۵)

۵) اگر دعوی درمیان میں ہو تو ابتدائی آیات دعوی کے لیے توطئہ و تمہید ہوں گی۔ (۱۶)

۶) ابراہیم سے مابعد سورتوں کا دعوی آغاز میں بیان ہوگا۔(۱۷)

سورتوں کے درمیان ربط کا منہج و اسلوب:

مولانا کی تفسیری نگارشات کے حتی المقدور استقراء اور تتبع سے سورتوں کے درمیان نظم و مناسبت کے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

۱۔ آپ طویل سورتوں کو مقاطع میں تقسیم کرتے ہیں۔

۲۔ ایک سورۃ کا نظم جن عناصر سے ترکیب پاتا ہے۔ان میں سے کوئی عنصر، ابھی قابل بیان تھا کہ آئندہ سورۃ کا آغاز ہو گیا۔ مولانا کے نزدیک وہ نظمی عنصر ماقبل سورۃ سے ارتباط کا باعث ہوگا۔

۳۔ سورتوں کے درمیان ربط قائم کرتے ہوئے آپ ایک سورۃ کو ماقبل سورۃ کے ساتھ ساتھ مابعد سورۃ سے بھی مربوط

کرتے ہیں (لیکن یہ اسلوب بہت کم مقامات میں ہے)

۴۔ بعض جگہ سورت کے فواتح اور خواتم میں ربط قائم کرتے ہیں۔

۵۔ بسااوقات دو مختلف سورتوں کے فواتح میں مناسبت بیان کرتے ہیں۔

۶۔ ایک سورۃ کے خاتمہ کو مابعد سورۃ کے فاتحہ سے مربوط کرتے ہیں۔

۷۔ مابعد سورۃ کو ماقبل سورۃ سے مربوط ومنسلک کرتے ہوئے صرف ایک ربط کے بیان پر اکتفانہیں کرتے بلکہ ایک سے زائد ربط بیان کرتے ہیں۔

۸۔ بعض سورتوں کے ارتباط کا سبب وہی نظمی عناصر ہیں جن سے ایک سورۃ مربوط ہوتی ہے مثلاً سورۃ ملک تا سورۃ جن تمام سورتوں کو مولانا الوانیؒ دراصل ایک سورۃ قرار دیتے ہیں۔

مولانا الوانی سورتوں کے درمیان دو طرح کا ربط قائم کرتے ہیں۔

۱۔ ربط اسمی ۲۔ ربط معنوی

ربط اسمی: سورہ فاتحہ میں فرمایا:

﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ یعنی ہم تری عبادت کریں گے اور تجھ ہی سے مدد چاہیں گے اور ہم یہودیوں کی شر بقرہ کی پرستش نہیں کریں گے۔ اور نہ ہی آل عمران ونصاری کی طرح خاصان الہی کو اپنا معبود قرار دیں گے۔ بلکہ حقوق نساء و دیگر انتظامی قوانین کا احترام کر کے اللہ کی طرف سے نزول برکات (مائدہ) کے خواستگار ہوں گے۔(۱۸)

ربط معنوی:۔ سورۃ فاتحہ تا انعام معنوی ربط یوں بیان کرتے ہیں۔

سورۃ فاتحہ میں﴿اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ﴾ کو صراط مستقیم قرار دے کر بقرہ میں چار بنیادی مضامین توحید، رسالت، جہاد اور انفاق کا بیان ہوا اس سورۃ میں انتظامی اور اصلاحی امور بھی مذکور ہیں۔

توحید کا بیان اور شرک کی تردید کی گئی یعنی شرک اعتقادی، شرک فعلی اور شفاعت قہری کی نفی کی گئی آل عمران میں رسالت سے متعلق شبہات کے ازالہ کے ساتھ شرک اعتقادی کی نفی کر کے جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی اور مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر منظم کرنے کے لیے سورۃ نساء میں امور انتظامی بیان کیے گئے۔ نماز کا بطور خاص ذکر کیا گیا کہ نماز امور انتظامیہ پر عملدرآمد میں ممد ومعاون ہے۔ گویا سورۃ بقرہ کے انتظامی واصلاحی حصہ کی تشریحات ''النساء'' میں آ گئیں درمیان میں شرک اعتقادی اور شرک فعلی کا رد کیا گیا۔ سورت مائدہ اور انعام میں شرک فعلی کا تفصیلی رد کیا گیا نیز شرک فی التصرف کی تردید ہوئی۔ انعام میں عقلی دلائل اور اعراف میں نقلی دلائل کے ساتھ دعوی (توحید) کی تصدیق کی گئی۔(۱۹)

سورتوں کے درمیان ربط ومناسبت کے اصول:

سطور ذیل میں سورتوں کے مابین ربط ومناسبت کے اصولوں کو ذکر کیا جائے گا۔اس حوالے سے یہ بات پیش نظر رہے کہ اصولوں کا تعلق بطور خاص اخذ واستنباط کے ساتھ ہوتا ہے لہذا راقم نے اصولوں کے تلاش وتفحص کے لیے بلغۃ الحیران اور جواہر القرآن کا حتی المقدور استقرائی جائزہ ومطالعہ کیا تو مولانا الوانیؒ کے تصور نظم قرآن کے پس منظر میں کارفرما درج ذیل اصول سامنے آئے جن کی تفصیل بالترتیب حسب ذیل ہے۔

۱۔ تفصیل بعد الاجمال:

تفصیل بعد الاجمال قرآنی سورتوں کی باہمی مناسبت کا کثیر الاستعمال اصول ہے۔اس اصول کی درج ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں۔

۱۔ فاتحہ سورۃ میں سورۃ کی تفصیلات کو نہایت جامع کلمات میں اجمالاً ذکر کردیا جائے۔اور مابعد سورت اس اجمال کی تفصیل ہو بلاغی اصطلاح میں اس کو براعۃ الاستہلال کہا جاتا ہے۔

۲۔ ایک سورت میں اجمال اور مابعد سورۃ میں اسکی تفصیل ذکر کی جائے۔

۳۔ ایک سورۃ میں اجمال ہو اور مابعد کئی سورتیں اس کی تفصیل ہوں، (یہ صورت مولانا الوانی اور سعید حوی کے یہاں ملتی ہے)

۴۔ ایک سورۃ میں مکمل قرآن کا اجمال ہو یہ صورت سورۃ فاتحہ کے ساتھ خاص ہے۔

قدیم وجدید اکثر مفسرین اسی اصول کی بنیاد پر سورتوں کو مربوط ومنسلک کرتے ہیں۔

علامہ ابن الزبیر الثقفی کی البرہان میں، اکثر قرآنی سورتوں کی اسی اصول کی بنیاد پر مربوط کیا گیا ہے۔مثلاً سورۃ فاتحہ کا مکمل قرآن کریم کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

"قد ذكر ان كيفية تضمنها مجملا لما تفصل في الكتاب العزيز بجملته وهو اوضح وجه في تقدمها سورة المكرمة." (۲۰)

''یہ سورت (فاتحہ) قرآن عزیز کی جملہ تفصیلات کے اجمال پر مشتمل ہے، یہ اس سورۃ مکرمہ کی مقدم ہونے کی بہترین توجیہ ہے۔''

تفصیل بعد الاجمال علامہ سیوطیؒ کا استقرائی اصول:

علامہ سیوطیؒ کا نظریہ بھی یہی ہے کہ قرآن کریم کی اکثر سورتیں اسی قاعدہ واصول کی بنیاد پر مربوط ہوتی ہیں جیسا کہ آپ لکھتے ہیں:

"ان القاعده التی استقرأتها من القرآن: کل سورة تفصیل لاجمال ما قبلها وشرح له واطناب لایجازه وقد استمر معنی ذلک فی غالب سور القرآن طویلها وقصیرها وسورة البقرة قد اشتملت علی تفصیل جمع مجملات الفاتحه." (۲۱)

"(سورتوں کی باہمی مناسبت) کا وہ قاعدہ اور اصول جس کا میں نے مکمل قرآن سے استقرا کیا ہے وہ یہ ہے کہ سورۃ اپنے ماقبل اجمال کی تفصیل اور ایجاز کا اطناب ہے اور یہ چیز قرآن کریم کی طویل اور مختصر اکثر سورتوں میں ملتی ہے جہاں تک سورۃ بقرہ کا تعلق ہے تو یہ سورۃ فاتحہ کے تمام اجمالات کی تفصیل ہے۔"

ربط و مناسبت پر گفتگو کرنے والے مفسرین کی طرح مولانا الواںؒ کے نزدیک بھی ایک سورۃ میں کوئی مضمون اجمال کے ساتھ بیان ہوا ہے تو مابعد سورۃ میں اس کی تفصیل ہوگی، بسا اوقات یہ تفصیل ایک سورۃ میں بیان ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ کئی سورتیں اس تفصیل پر مشتمل ہوتی ہیں۔

مولاناؒ سورۃ سبا کو دیباچہ اور سورۃ یٰسین، صافات اور صٓ کو اس کی تفصیل قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں سورۃ الزمر اور حوامیم سبعہ کو سورۃ فاطر کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ سورۃ سبا کے آغاز میں لکھتے ہیں:

"سورہ سبا سے قرآن مجید کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں جو اپنی مرضی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے کام کرائے، اس لیے حاجات و مشکلات میں اور مصائب و بلیات میں صرف اللہ تعالیٰ کا پکارو اور صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو اس سے معلوم ہوا کہ اس حصے کے مرکزی مضمون دو ہیں۔ ۱۔ نفی شفاعت قہری ۲۔ نفی عبادت غیر اللہ چنانچہ سورۃ سبا میں نفی شفاعت قہری کا بیان ہے............ اسکے بعد یٰسین، صافات اور صٓ میں مضمون اول نفی شفاعت قہری کو بطور ترقی بیان کیا گیا ہے،............ اسی طرح سورۃ فاطر میں عبادت اور پکار کا مسئلہ بیان کیا گیا اور پھر سورۃ زمر اور حوامیم میں ہر قسم کے دلائل سے اس کی توضیح کی گئی اور شبہات کا جواب دیا گیا اس طرح سورۃ زمر اور حوامیم سبعہ سورۃ فاطر پر مرتب اور اسکی تفصیل ہیں۔ چونکہ سورۃ سبا، ۱۔ یٰسین ۲۔ صافات اور ۳۔ صٓ کا دیباچہ اور مبدأ ہے اور اسی طرح سورۃ فاطر، زمر اور حوامیم کا مبدأ اور دیباچہ ہے اس لیے ان دونوں سورتوں کو الحمد للہ شروع کیا گیا۔" (۲۲)

اجمال بعد التفصیل:

قرآنی سورتوں میں ربط و مناسبت کا اہتمام کرنے والے مفسرین کے یہاں تفصیل بعد الاجمال کے علاوہ اجمال بعد التفصیل (یعنی بیان کردہ احکامات و تعلیمات کا جامع خلاصہ Brief summary آخر میں بیان کر دیا جائے) کا

اصول بھی پایا جاتا ہے۔

مولانا الوانی بھی اجمال بعد التفصیل کے اصول کے تحت سورتوں کے مابین ربط قائم کرتے ہیں مثلاً سورۃ البروج کا ماقبل سورتوں کے ساتھ ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس سورۃ (البروج) کا ماقبل کے ساتھ (یعنی سورۃ الملک سے لے کر اس جگہ تک) ربط دو طریقوں سے ہے۔

۱۔ سابقہ سب سورتوں کا اجمال، اس میں دنیوی اور اخروی عذاب دونوں کا ذکر ہے۔

۲۔ اس میں ﴿لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ﴾ سے توحید ذکر کی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اسی ہی کو پکارو اس کا شریک فی العبادات نہ بناؤ۔ (۲۳)

علی سبیل الترقی:

ایک سورۃ میں ایک مضمون بیان ہوا اور بعد سورتوں میں اس مضمون کی شدت اور زور میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے، مولانا الوانی اسے علی سبیل الترقی کا نام دیتے ہیں آپ کے نزدیک بعض سورتوں کے ربط میں یہی اصول کارفرما نظر آتا ہے۔

مولانا سورۃ الانبیاء کا سورۃ طٰہٰ سے ربط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سورۃ طٰہٰ میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہٰذا اسی کو پکارو:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ﴾ (۲۴)

اب سورۃ الانبیاء میں علی سبیل الترقی یہ بتایا جائے گا کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہٰذا اسی کو پکارو۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (۲۵)

۳۔ تتمہ:

بعض دفعہ ایک سورۃ میں کوئی مضمون بیان ہو رہا ہوتا ہے کہ اگلی سورۃ شروع ہو جاتی ہے تو مابعد سورۃ میں وہ مضمون تمام و کمال کو پہنچ جاتا ہے مولانا الوانی اسے تتمہ کا نام دیتے ہیں بلغۃ الحیران اور تفسیر جواہر القرآن میں بہت سی سورتوں کا باہمی ربط اسی اصول کی بنیاد پر ہے مولانا الوانی سورۃ مریم کو سورۃ کہف سے مربوط کرتے ہوئے ربط کی سرخی کے تحت لکھتے ہیں:

''سورۃ کہف میں مشرکین کے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا، جو شبہات باقی رہ گئے تھے، ان کا جواب سورۃ مریم میں دیا گیا ہے۔ گویا سورۂ مریم سورۃ کہف کے لیے بمنزلہ تتمہ ہے۔'' (۲۶)

اسی طرح سورۃ لقمان کو سورۂ مریم سے مربوط کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"سورۃ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۃ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کرے گا بشرط کہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو اب اس سورۃ میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال کا بیان ہوا گویا یہ سورۃ سورۃ روم کے لیے بمنزلہ تتمہ ہے۔"(۲۷)

۵۔اتحاد معنوی:(مضمون کی یکسانیت)

مولانا الواںیؒ کے یہاں چونکہ مضمون کی یکسانیت سورتوں کے ارتباط کا ایک اہم سبب ہے اس اصول کی روشنی میں بلغۃ الحیران اور تفسیر جواہر القرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سورۃ حدید تا سورۃ تحریم دس مسلسل سورتوں کو مضمون کی یکسانیت کے اعتبار سے سورۃ حدید کے ساتھ مربوط و منسلک قرار دیتے ہیں۔مولانا سورۃ حدید کے آغاز میں رقمطراز ہیں:

"سورہ مجادلہ سے لے کر سورۃ تحریم تک مضمون کے اعتبار سے تمام سورتیں سورۃ حدید ہی سے متعلق ہیں سورۃ حدید میں دو مضمون مذکور ہیں۔اول: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا۔حکم دوم: جہاد کی ترغیب۔

اس کے بعد چار سورتیں المجادلہ، الحشر، الممتحنہ اور الصف سورۃ حدید کے دوسرے مضمون (ترغیب علی القتال فی سبیل اللہ پر بطور لف و نشر غیر مرتب متفرع ہوں گی۔اور اگلی چار سورتیں الجمعہ، المنافقون، التغابن اور الطلاق سورۃ حدید کے پہلے مضمون انفاق فی سبیل اللہ پر متفرع ہیں اس کے بعد سورۃ تحریم میں سورۃ حدید کے دونوں مضمون کا بطریق لف و نشر مرتب بمنزلہ تتمہ اعادہ کیا گیا ہے۔پہلی چار سورتوں میں سے دوسری سورۃ کو اور دوسری چار سورتوں میں سے ہر پہلی سورۃ کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تاکہ اصل مسئلہ نفی شرک ذہن میں رہے اور اس سے ذہول نہ ہونے پائے اور معلوم ہو جائے کہ جہاد اسی مسئلہ کے لیے کیا جا رہا ہے۔پہلے مجموعے کی آخری سورۃ الصف اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ الجمعہ میں تسبیح کو جمع کر دیا گیا ہے۔اس لیے کہ سورۃ جمعہ سے سورۃ حدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا اس طرح ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز ہو گیا۔(۲۸)

مسبحات کی مناسبت:

مذکورہ بالا عبارت سے جہاں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا الواںیؒ کے ہاں سورۃ حدید تا سورۃ تحریم تمام سورتیں دو مرکزی مضامین انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کی ترغیب کے سبب باہم مربوط ہیں تو وہاں وہ سورتیں جن کا آغاز سبح فعل ماضی یا یسبح فعل مضارع کے کلمات سے ہوتا ہے (جنہیں مسبحات بھی کہا جاتا ہے) مولانا کے نزدیک ان کے ارتباط کی توجیہ یہ ہے

کہ جہاد کا اصل مقصد شرک کی نفی اور خاتمہ ہے لہذا پہلی چار سورتوں میں سے ہر دوسری سورۃ کو اور دوسری چار سورتوں میں سے ہر پہلی سورۃ کو تسبیح سے شروع کیا گیا ہے تاکہ نفی شرک کا مسئلہ ذہن سے ذہول نہ ہونے پائے۔

مذکورہ عبارت میں مسبحات سورتوں کی باہم مناسبت کے ساتھ ایک اور مناسبت بھی سامنے آئی ہے وہ یہ کہ پہلے مجموعے کی آخری سورۃ سورۃ صف اور دوسرے مجموعے کی پہلی سورۃ سورۃ جمعہ میں تسبیح کے کلمات کو جمع کیا گیا ہے یعنی دونوں کا آغاز کلمات تسبیح سے ہوتا ہے مولانا کے نزدیک اس کے ارتباط و تناسب کا سبب یہ ہے کہ سورۃ جمعہ سے سورۃ حدید کا دوسرا مضمون شروع ہونے والا تھا لہذا ایک مضمون کے اختتام اور دوسرے مضمون کی ابتدا میں امتیاز کے لیے ایسا کیا گیا۔

۶۔ سورۃ الفاتحہ کی مکمل قرآن سے مناسبت:

مولانا الوانیؒ کے نزدیک چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے ذکر ہوئے ہیں ان کا اجمال سورۃ فاتحہ میں موجود ہے مولانا سورۃ فاتحہ کے آغاز میں فرماتے ہیں:

''یہ چاروں مضامین جو پورے قرآن کریم میں تفصیل سے مذکور ہیں ان کا خلاصہ اور اجمالی خاکہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ چنانچہ الحمد للہ میں حصہ اول کی طرف اشارہ ہے......دوسرا حصہ رب العالمین میں مذکور ہے اور تیسرے حصے کی طرف الرحمن الرحیم میں اشارہ ہے یعنی مالک و مختار اور تخت حکومت پر وہی متمکن ہے کیونکہ انتہائی رحمت اور غایت شفقت بادشاہوں ہی کی صفتیں ہیں اور چوتھا حصہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں مذکور ہے۔''(۲۹)

فاتحہ قرآن کی خاتمہ قرآن سے مناسبت:

علامہ فراہی سورۂ اخلاص کو خاتمہ قرآن قرار دیتے ہوئے اسے فاتحہ قرآن سے مربوط کرتے ہیں جبکہ مولانا الوانیؒ سورۂ اخلاص کو خاتمہ قرآن کی بجائے خلاصہ قرآن قرار دیتے ہیں اور سورۂ الناس کو خاتمہ قرآن۔

مولانا الوانیؒ سورۃ الفاتحہ (فاتحہ قرآن) اور سورۃ الناس (خاتمہ قرآن) کا ربط و تناسب اس طرح بیان کرتے ہیں:

''سورہ فاتحہ میں توحید کے تین مراتب کا ذکر ہوا ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' یعنی پیدا کر کے پالنے والا سورۃ الناس میں بیان ہوا ہے اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ فاتحہ میں فرمایا: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ سورۃ الناس میں فرمایا: مَلِكِ النَّاسِ فاتحہ میں فرمایا: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، سورۃ الناس میں فرمایا: وہ جس کی عبادت کی جائے اور جس سے مانگا جائے وہ اللہ تعالیٰ جو الہ الناس ہے۔''(۳۰)

فہم نظم قرآن کے چند اصول :

بلغۃ الحیر ان، مقدمہ جواہر القرآن اور تفسیر بے نظیر کے مطالعہ سے فہم نظم کے چند اصول سامنے آتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ جس سورۃ کی ابتدائی آیات میں قرآن کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں کوئی ایسا واقعہ مذکور ہوگا جو پہلی کتب سماویہ میں بیان نہیں کیا گیا ہوگا۔

۲۔ جس سورۃ کے آغاز میں ''کتاب'' کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں کتب سابقہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بیانات کا ذکر ہوگا۔

۳۔ جس سورۃ کی ابتدا میں ''کتاب اور قرآن'' یہ دونوں کلمات ہوں تو وہاں دونوں باتیں ہوں گی۔

۴۔ جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت ''مبین'' ہو تو اس سورۃ میں دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا۔

۵۔ جس سورۃ کے آغاز میں کتاب کی صفت ''حکیم'' کا لفظ ہو تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ بیان ہوں گے اور سورۃ میں ''مبین'' اور ''حکیم'' ہر دو لفظ ہوں تو اس سورۃ میں دلائل عقلیہ و نقلیہ بیان ہوں گے۔(۳۱)

۶۔ قرآن مجید کا قاعدہ اکثریہ ہے کہ سورت کے شروع میں تو طبہ تمہید ہوتی ہے اس کے بعد صراحتاً یا ضمناً مدعا کا بیان ہوتا ہے۔ پھر لف ونشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ ہوتا ہے، یا قصص کو ان پر۔

۷۔ جو مسئلہ سباق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارۃً ذکر کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ سباق سے معلوم نہ ہو سکے اس کو صراحۃً ذکر کیا جاتا ہے تا کہ دونوں مسئلے مختصر عبارت کے ساتھ ادا ہو جائیں۔ تفرع کیا جاتا ہے یا ثمرات ونتائج کو اسی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

۸۔ قرآن مجید میں گذشتہ واقعات کے بیان میں جہاں امر کا صیغہ استعمال ہوگا وہاں پر اس سے پہلے قال یا قلنا مقدر ہوگا۔

نتیجہ بحث:

مولانا الوانی کے تصور نظم قرآن کو اس اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے کہ آپ کا منہج جادۂ سلف سے سر مو انحراف نہیں کرتا۔ بلغۃ الحیر ان اور جواہر القرآن میں احادیث نبویہ، اقوال صحابہ اور شان نزول کی مستند روایات کو ذکر کیا گیا ہے۔ جس طرح کا اختلاف تلاش و تعیینِ عمود میں فراہی مکتب فکر کے یہاں پایا جاتا ہے دعوی سورۃ کی تعیین میں ویسا اختلاف آپ اور آپ کے تلامذہ میں نہیں ملتا۔ الغرض نظم قرآن کی بنیاد پر قرآن کریم کو سمجھنے اور سمجھانے کا الوانی اسلوب تفسیر ادب کا محتاط اسلوب ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد الیاس، میاں، مولانا حسین علی حیات وخدمات، اشاعت اکیڈمی پشاور، س ن، ص۵

۲۔ حسین علی مولانا، مقدمہ تفسیر جواہر القرآن (مرتب مولانا غلام اللہ خان) کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی، س ن، ۵/۱

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ سید سلمان ندویؒ نے جواہر القرآن پر نہیں بلکہ مقدمہ تفسیر جواہر القرآن پر اپنا تبصرہ ارسال کیا تھا۔

۳۔ حوالہ سابق، ۲/۱؛ حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان، اشاعت اکیڈمی پشاور، ستمبر ۲۰۰۸، ۷/۱

۴۔ پنج پیری، محمد طاہر، مولانا، سمط الدرر فی ربط الآیات والسور وخلاصتہا المختصر، مکتبہ یمانیہ، صوابی، طبعہ عاشر، ۱۴۲۸ھ، ص۱۴

۵۔ الوانی، حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان، مرتب مولانا غلام اللہ خان، تحقیق، ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف، اشاعت اکیڈمی پشاور، ستمبر ۲۰۰۸ء، ۱۸۷/۲

۶۔ الوانی، حسین علی، مولانا، جواہر القرآن، مرتب مولانا غلام اللہ خان، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی، ۹۵۲/۳

۷۔ حٰم السجدہ ۶:۴۱

۸۔ الوانی، حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران، ۲۸۹/۲

۹۔ حوالہ سابق، ۱۸۷/۲

۱۰۔ حوالہ سابق، ۲/۱

۱۱۔ غلام اللہ خان، مولانا، البرہان فی اصول تفسیر جواہر القرآن، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی، ص۷

۱۲۔ محمد طاہر، مولانا، العرفان فی اصول القرآن، مکتبہ یمانیہ صوابی، س ن، ص ۶۸

مولانا طاہر پنج پیری مولانا حسین علی کے تلامذہ میں سے تھے صوبہ سرحد اور افغانستان سے طالبان علم قرآن کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے استفادہ کیا، ڈاکٹر محمود احمد غازی کی کتاب ''محاضرات قرآنی'' میں مضمون بعنوان ''نظم قرآن'' میں صوبہ سرحد میں صوابی کے ایک بزرگ سے آپ ہی مراد ہیں، لیکن اس مضمون میں ڈاکٹر غازی مرحوم کو سہو ہوا ہے کہ آپ نے ایک نئے نظم کو متعارف کرایا، دراصل یہ آپ کے گرامی قدر استاذ مولانا حسین علی ہیں جنہوں نے نظم قرآن کا یہ اسلوب متعارف کرایا۔

مولانا طاہر کی ربط آیات وسور پر ایک کتاب بعنوان ''سمط الدرر فی ربط الآیات والسور'' مکتبہ یمانیہ صوابی پنج پیر سے شائع ہوئی ہے، مولانا حسین علی کے ایک اور تلمیذ، مولانا امیر حسین بندیالوی کی ربط آیات وسور پر ایک کتاب ''الدرر المنثورہ بربط آیہ بآیۃ وسورۃ بسورۃ'' مکتبہ حسینہ سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا سے شائع ہو چکی ہے۔

۱۳۔ حسین علی مولانا، مقدمہ جواہر القرآن، ۲/۱-۶

۱۴۔ الوانی، حسین علی، مولانا، تسہیل بلغۃ الحیران، ۱۳۶/۲، ۱۳۷

۱۵۔ حوالہ سابق، ۲۵۲/۲

۱۶۔ حوالہ سابق، ۲۲۱/۲

۱۷۔ حوالہ سابق، ۴۴۰/۱

۱۸۔ الوانی، حسین علی، مولانا، جواہر القرآن، ۴/۱

۱۹۔ حوالہ سابق،۲/۴۰۱

۲۰۔ غرناطی ،ابن الزبیر،علی بن ابراہیم ،البرہان فی تناسب سور القرآن ،تحقیق ،سعید بن جمعہ الفلاح ،دارابن جوزی للنشر والتوزیع، ۱۴۲۸ھ،ص ۸۳

۲۱۔ سیوطی ،جلال الدین ،علامہ ،تناسق الدرر فی تناسب السور،تحقیق عبداللہ درویش عالم الکتب لبنان ،۲۰۰۹ء،ص ۴۱؛ سیوطی، جلال الدین ،علامہ ،قطف الازھار فی کشف الاسرار،تحقیق احمد بن محمد الحمادی وزارہ اوقاف والشئون الاسلامیہ،قطر،۱۹۹۴ء، ۱/۷۰

۲۲۔ الوانی،حسین علی،مولانا،جواہرالقرآن،۳/۹۵۲

۲۳۔ الوانی،حسین علی،مولانا،تسہیل بلغۃ الحیران،۲/۵۹۳

۲۴۔ طہ۲۰:۱۴

۲۵۔ الانبیا۲۱:۲۵

۲۶۔ الوانی،حسین علی،مولانا،جواہرالقرآن،۲/۶۷۵

۲۷۔ حوالہ سابق،۲/۹۰۷

۲۸۔ الوانی،حسین علی،مولانا،تسہیل بلغۃ الحیران،۲/۴۴۹،۴۵۰؛جواہرالقرآن،۳/۱۲۱۹

۲۹۔ الوانی،حسین علی،مولانا،جواہرالقرآن،۱/۲

۳۰۔ الوانی،حسین علی،مولانا،تسہیل بلغۃ الحیران،۱/۳۰۹

۳۱۔ الوانی،حسین علی،مولانا،جواہرالقرآن،۱/۱۴